سلسلۂ تقاریر الٓمٓ

سورۂ لقمٰن

ڈاکٹر اسرار احمد

السلام علیکم - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم : امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٓمّٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

صدق اللہ العظیم

سورہ روم کے بعد قرآن حکیم میں سورۂ لقمان آتی ہے جو ۳۴ آیات اور چار رکوعوں پر مشتمل ہے - اس سورہ مبارکہ کا آغاز بہت مشابہ ہے سورہ بقرہ کے آغاز سے اور یہ بات ذہن میں رہے کہ سورہ بقرہ کا آغاز بھی حروف مقطعات "الٓمّٓ" سے ہی ہوتا ہے یہاں ارشاد ہوتا ہے -

الٓمّٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

جن لوگوں کی نگاہ قرآن حکیم پر ہے انہوں نے محسوس کر لیا ہوگا کہ کسقدر گہری مشابہت ہے ان آیات مبارکہ میں اور سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات میں، وہاں فرمایا گیا - الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

یہاں فرمایا گیا: الٓمّٓ ہ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ہ
وہاں ارشاد ہوتا ہے ۔ ھُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہ
یہاں فرمایا گیا ھُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ہ

اور یہ ذہن میں رہے کہ درجۂ احسان بلند ترین مقام ہے کہ جس پر انسان فائز ہوسکتا ہے لہذا یہاں ہدایت کے ساتھ رحمت کا اضافہ کر دیا گیا۔

سورۂ بقرہ میں ایمان بالغیب، اقامت صلوٰۃ، انفاق فی سبیل اللہ اور ایمان بالآخرت کا ذکر تھا ان آیات میں انفاق کی جگہ زکوٰۃ کی دینی اصطلاح آگئی اور ایمان بالآخرت کا ذکر آگیا۔ وہاں بھی ان اوصاف کے حامل اہل ایمان کو ہدایت اور فلاح سے شاد کام ہونے کی بشارت اور خوشخبری دی گئی تھی۔ یہاں بھی اس کا ذکر ہو گیا۔

اس سورۂ مبارکہ کا اہم ترین حصہ اس کا دوسرا رکوع ہے۔ جو حضرت لقمان کے ذکر اور ان نصیحتوں پر مشتمل ہے جو انہوں نے اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے کو کی تھیں۔ سورۂ سابقہ یعنی سورۂ روم میں یہ بات آچکی ہے کہ قرآن حکیم جس دین کی طرف بلا رہا ہے۔ یا یوں کہئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم جو دین لے کر آئے اور جس کی طرف آپؐ نے نوع انسانی کو دعوت دی۔ وہ دین فطرت ہے یہاں حضرت لقمان کے ذکر سے اسی دعوے کا اثبات کیا جا رہا ہے حضرت لقمان کے بارے میں مفسرین اور محققین کا تقریباً اجماع ہے اس بات پر کہ نہ وہ نبی اور رسول تھے اور نہ ہی کسی نبی اور رسول کے امتی تھے۔ وہ ایک حبشی النسل انسان تھے، جو حبشہ سے عرب کے شمالی علاقے میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ وہ پیشے کے اعتبار سے بڑھئی تھے، یعنی CARPENTER لیکن اللہ تعالیٰ کی دین ہے وہ جس کو چاہے دے اللہ نے انہیں فطرت سلیم عطا فرمائی اور عقل سلیم کی دولت سے نوازا۔ ان دونوں کے امتزاج سے انسانی سوچ جہاں تک پہنچ سکتی ہے، قرآن مجید

اس کے لئے اصطلاحًا حکمت کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ (آیت ۱۲)

"ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی تھی کہ کر شکر اللہ کا"

یہ بات ذہن میں رہے کہ انسان کی فطرت کی صحت کی علامت یہ ہے کہ اس میں جذبہ شکر پایا جائے۔ یعنی یہ کہ اگر کوئی اس کے ساتھ کوئی بھلائی کرے۔ اس کی کسی تکلیف کو دور کردے اسکی کوئی حاجت اور ضرورت پوری کردے اسے کوئی انعام اور نعمت دے تو اس کے لئے ایک خاص جذبۂ تشکر اسکے قلب کی گہرائیوں سے اُبھرنا چاہیئے۔ جو اس کی زبان پر کلماتِ شکر کی صورت میں بھی جاری ہو اور اس کے پورے وجود میں سرایت کرجائے۔

چنانچہ وہ اپنے منعم کے لئے سراپا تشکر و امتنان بن جائے۔ اگر فطرت درست ہے تو انسان کے اندر اس کیفیت کا ہونا لازمی ہے اِلّا آنکہ فطرت مسخ ہوچکی ہو اس کے سوتے خشک ہوچکے ہوں دوسری طرف عقلِ سلیم کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے اصل منعم کو پہچانے۔ اصل محسن اور اصل منعم۔ چنانچہ عقلِ سلیم کی روشنی میں جب انسان غور کرتا ہے تو وہ پہچان لیتا ہے کہ منعمِ حقیقی محسنِ حقیقی اللہ ہے۔ وہ ربّ العالمین ہے وہی ہمارا پالنے والا اور پرورش کرنے والا ہے۔ اب ان دونوں چیزوں کا جمع حاصل یہ ہے کہ:

اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ

کر شکر اللہ کا۔ البتہ شکر کا معاملہ یہ بھی ہے کہ منعم کا حق ادا کیا جائے۔ اللہ کے شکر کا جو لازمی نتیجہ نکلنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ اللہ کو پہچانو اور اللہ کے حقوق ادا کرو۔ اور اللہ کے حقوق کو اگر ایک لفظ میں جمع کیا جائے تو وہ التزامِ توحید ہے۔ اسکو ایک جانو، ایک مانو اور اُسی ایک ہی کو پوجو اور اُسی ایک ہی کی پرستش کرو اور اس ایک ہی سے محبّت کرو۔

اسی کو اپنا مطلوب و مقصود بناؤ - اسی کو اپنا محبوبِ حقیقی بناؤ -
یہ ہے اللہ تعالےٰ کے حقوق کو اگر ایک لفظ میں ادا کیا جائے تو اس کا حق ہے التزامِ توحید اور اجتناب عن الشرک - چنانچہ یہی وہ نصیحت ہے جو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو کی -

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِہٖ وَھُوَ یَعِظُہٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ
بِاللّٰہِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ○ (آیت ۱۳)

"اور یاد کرو کہ جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جبکہ وہ اسے نصیحت کر رہے تھے، اے میرے بچے اللہ کے ساتھ شرک مت کرنا - واقعہ یہ ہے کہ شرک بہت بڑی زیادتی، بہت بڑی ناانصافی ہے"

اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے حقوق کے ضمن میں ایک بات کی مزید وضاحت فرما دی - انسان پر اللہ تعالےٰ کے حقوق بھی ہیں لیکن بندوں کے حقوق بھی ہیں - اور حقوق العباد میں سے اوّلین اور فائق ترین حق والدین کا ہے - وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ ۚ
"ہم نے انسان کو وصیّت کی ہے تاکید کی ہے اس کے والدین کے بارے میں کہ وہ ان کا حق ادا کریں -" اور ظاہر بات یہ ہے وصیّت وہی ہے جو فطرت انسانی میں ودیعت شدہ چیز ہے - انسان اپنی فطرت سے جانتا ہے کہ اسے اپنے والدین کا ادب اور احترام کرنا چاہیئے ان کا کہنا ماننا چاہیئے - ان کی دلجوئی اور تشفی کرنی چاہیئے - ان کے حقوق ادا کرنے چاہئیں - ان کی خدمت کرنی چاہیئے - خاص طور پر اس وقت جبکہ وہ بڑھاپے کی اس عمر کو پہنچ گئے ہوں کہ ان کے اوپر احتیاج کا غلبہ ہو جائے - لہٰذا اللہ تعالےٰ نے اپنے حق کے فوراً بعد والدین کے حق کا ذکر فرمایا -

اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ ؕ

حضرت لقمان کی پھر تیسری نصیحت یہ سامنے آئی کہ اے میرے بچے !

اس حقیقت کو ذہن نشین کر لو کہ اعمال انسانی خواہ وہ چھوٹے سے چھوٹے ہوں - یہانتک کہ رائی کے دانے کے ہم وزن ہوں، ضائع ہونے والے نہیں ہیں - نیکی ہو یا بدی، اللہ اس کو لے آئے گا خواہ کہیں پہاڑ کی کھوہ میں گھس کر وہ عمل کیا گیا ہو - خواہ زمین کے پیٹ میں گھس کر کیا گیا ہو خواہ فضا یا خلاء کی پہنائیوں میں کیا گیا ہو، اللہ اس کو لے آئے گا -

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ

صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ

اس کے بعد اور جامع ترین نصیحت آتی ہے يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ - اے میرے بچے! اللہ کو جان لینا اور مان لینا ہی کافی نہیں - اسکے ساتھ ایک مضبوط تعلق قائم رکھنا ضروری ہے اور اس تعلق مع اللہ کے لئے ذریعہ ہے نماز - لہذا نماز کو قائم رکھ پھر دنیا میں حق کا پرچار کرنے کے لئے حضرت لقمان نصیحت فرماتے ہیں - وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

اور نیکی کا حکم دے اس کا پرچار کر اسے پھیلا اور منکر سے روک اور منکر کے خلاف لوگوں کو نصیحت و تلقین کر اور فرمایا :

وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (۱۷)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے کام بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہیں اس لئے کہ ان پر مخالفت بھی ہوتی ہے، ان کی وجہ سے بسا اوقات انسان بڑی مشکلات سے دوچار ہوتا ہے - لوگوں کی طرف سے شدید مخالفت ہوتی ہے - لوگ استہزاء بھی کرتے ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ جسمانی اذیت بھی برداشت کرنی پڑتی ہے - تو اب جو بھی آئے جو بھی جھیلنا پڑے اسے جھیلو اور برداشت کرو بلاشبہ صبر کرنا بڑے حوصلے اور ہمت کے کاموں میں سے ہے -

حضرت لقمان کے یہ نصائح، واقعہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی اس دعوت کا

لب لباب ہیں جو سورۃ العصر میں انتہائی مختصر الفاظ میں وارد ہوئی ہے۔

وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

وہی مضمون ہے کہ جو ان نصائح کے اندر آ گیا ہے گویا کہ جو دعوت قرآن کی ہے وہی دعوت حضرت لقمان کی بھی تھی جو ایک سلیم الفطرت انسان تھے۔ صحیح العقل انسان تھے۔ یہ گویا کہ اہل عرب پر حجت قائم کی جا رہی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جس چیز کی دعوت دے رہے ہیں، یہ جان لو کہ وہ دعوت فطرت اور عقل کی بنیاد پر ہے اور خود تمہارے ماضی میں ایک ایسی شخصیت جس کی عظمت کے تم خود قائل ہو۔ جن کے اقوال تم یہاں بیان (Quote) کرتے ہو اپنے خطبات میں اور اپنے اشعار میں وہ بھی اپنے تمام غور و فکر کے نتیجہ میں انہی باتوں تک پہنچے تھے کہ جن باتوں کی دعوت قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے رہے ہیں۔

اس سورۃ مبارکہ میں شکر کے مضمون کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بہت اجاگر کیا گیا ہے۔ گویا کہ قرآن مجید ہی کی اصطلاح میں

التذکیر بآلاء اللہ

اللہ کی نعمتوں کے حوالے سے اللہ کی معرفت کو اجاگر کرنا اور اللہ پر ایمان کی دعوت۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے آیت نمبر ۲۰ میں۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِی الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ (۲۰)

لوگو! کیا تم نے غور نہیں کیا، سوچا نہیں۔ اللہ نے کس طرح تمہارے لئے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، اسے مسخر کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمتوں کو کامل فرما دیا ہے۔ اے بنی نوع آدم! وہ نعمتیں جو ظاہری ہیں اور وہ نعمتیں جو باطنی ہیں ان نعمتوں کا تم پر اتمام ہو گیا ہے۔

اس کے بعد آیت نمبر ۳۱ میں پھر ارشاد ہوتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝

تم دیکھتے نہیں اللہ تعالٰے کی کتنی بڑی نشانی ہے کہ کشتی چلتی ہے دریاؤں میں اور سمندروں میں تمہارے لئے بہت سی چیزیں اور سر و سامان لے کر یہ بھی اللہ تعالٰے کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اس میں نشانی ہے ہر اس شخص کے لئے جو صبر کرنے والا ہو۔ اور شکر کرنے والا ہو۔

آخری بات یہاں بھی وہی ہے۔ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

یہاں پر جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے اے مسلمانو! اے محمد کے جان نثارو! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اے قرآن اور محمدؐ پر ایمان لانے والو، یہ حالات یہ شدائد اور مصائب عارضی ہیں یہ اللہ تعالٰے کا وعدہ ہے کہ اگر تم ثابت قدم رہے تو اللہ تعالٰے کی نصرت و تائید تمہارے شامل حال ہو گی۔

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

اللہ کا یہ وعدہ بالکل سچا ہے اس پر پورا یقین محکم قائم رکھو۔

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٣ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ (۳۳)

تو دیکھنا کہیں تمہیں یہ دُنیا کی زندگی دھوکے میں مبتلا نہ کر دے۔ کہیں تم اس حیات دنیوی کی زلف گرہ گیر ہی کے اسیر ہو کر نہ رہ جاؤ۔ کہیں تم آخرت اور اللہ سے منہ نہ موڑ لو۔ اس دُنیا کی طلب میں اور اسکی رونقوں اور اس کی چہل پہل اور اسکی چمک دمک سے شیطان لعین ابلیس تمہیں یہ سُجھا کر اور یہ سمجھا کر کہ اللہ بڑا غفور ہے بڑا بخشنے والا ہے کہیں تمہاری جرائتیں معصیت پر گناہ پر بڑھا نہ دے۔ اسکی شان مغفرت اور شان غفاری پر دھوکہ

نہ کھا جانا۔ جہاں وہ غفور رحیم ہے، وہیں وہ عادل بھی ہے منتقم بھی۔ شدید العقاب بھی ہے۔ سزا دینے میں بہت سخت بھی ہے۔

آخری آیۂ مبارکہ بہت اہم ہے۔ علم غیب صرف اللہ کے لئے ہے۔

إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ

اللہ ہی کو معلوم ہے کہ قیامت کب آئے گی۔ اس کا علم اسی کے پاس ہے۔ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ

وہی بارش برساتا ہے کوئی یقینی نہیں کہہ سکتا کہ کب بارش ہو گی۔ آج بھی ہمارا تجربہ یہ ہے کہ ہماری ساری پیش گوئیاں اکثر و بیشتر غلط ثابت ہو جاتی ہیں۔ حتمی اور یقینی طور پر پیشگوئی نہیں کی جا سکتی یہ بھی علم خاص اللہ کا ہے۔

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ

رحم مادر میں کیا ہے لڑکا ہے یا لڑکی۔ اسے بھی آج تک اپنی ساری سائنسی ترقیوں کے باوجود ہم نہیں جان سکتے۔ یہ علم بھی وہ ہے کہ جو اللہ کے ساتھ خاص ہے۔ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ

کسی ذی نفس کو یہ معلوم نہیں کہ وہ کل کیا کریگا۔ نیکی کمائے گا یا بدی کمائے گا۔ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ

اور کسی نفس کو معلوم نہیں کہ اس کی موت کس سرزمین میں واقع ہو گی۔

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ○ (۳۴)

سب کچھ جاننے والا اور ہر چیز سے باخبر تو صرف اللہ ہے۔

اس حقیقتِ کبریٰ کے بیان پر یہ سورۂ مبارکہ ختم ہوتی ہے۔

بارك الله لی ولکم فی القرآن العظیم

ونفعنی وایاکم بالآیات والذکر الحکیم